پروفیسر محمد یاسین ظفر
(پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

ڈاکٹر شبیر احمد (فلوریڈا) کی دروغ گوئی اور ہرزہ سرائی

ایک عرصہ سے نوائے وقت سنڈے میگزین میں ڈاکٹر شبیر احمد کے مضامین نظر سے گزرتے رہے ہیں۔ اکثر مضامین میں وہ شعائر اسلام پر نشتر زنی کرتے رہتے تھے۔ خصوصاً داڑھی، حجاب، عمرہ، حج اور معجزات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر توہین آمیز انداز اختیار کرتے تھے۔ ان کا آخری مضمون بعنوان "فاطمہ سے اقصیٰ تک" شائع ہوا۔ تو مزید حیرانگی ہوئی۔ جس میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے خبث باطن کا کھل کر اظہار کیا۔ محض اندازوں اور مفروضوں کی بنیاد پر اپنی بات ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مضمون کی اشاعت کے بعد عام لوگوں کا ردعمل بھی سامنے آیا۔ جس پر نوائے وقت کی انتظامیہ نے آئندہ سے ڈاکٹر شبیر احمد کے مضامین شائع کرنے پر پابندی لگادی۔

اپنے مضمون "فاطمہ سے اقصیٰ تک" کا آغاز علامہ اقبال کے اس شعر سے کیا گیا ہے۔ فاطمہ تو آبروئے ملت مرحوم ہے..... ذرہ ذرہ تیری مشت خاک کا معصوم ہے۔ اور ساتھ ہی تحریر کرتے ہیں کہ "1912ء کی جنگ طرابلس میں ایک نوجوان لڑکی بے تابانہ اور بے حجابانہ ہوکر میدان میں کود پڑتی ہے..... نوجوان لڑکی فاطمہ کا مجاہدین کی مدد کرنا انہیں پانی پلانا زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا حقیقت پر مبنی ہے لیکن بے حجابانہ ہوکر میدان میں آنا ڈاکٹر شبیر احمد کی دروغ گوئی بدنیتی پراگندہ سوچ الحادی فکر کا آئینہ دار ہے۔ یہ ان کی اپنی اختراع اندازہ اور مفروضہ ہے جسکی کوئی اصل ڈاکٹر صاحب کے پاس نہیں ہے۔

اسی طرح اپنے مضمون میں مزید رقم طراز ہیں کہ "خدا توفیق دے تو اتنا سا غور اور بھی فرما لیجے

کہ "جب فاطمہ الزہرا اور دیگر صحابیات غزوات میں شریک ہوتی تھیں تو برقع، حجاب اور نقاب میں لپٹی نہیں ہوتی تھیں۔ ورنہ آگ اور خون کے کارزار میں کام کرلیا کرتیں" اس لیے قرآن حکیم میں بھی ان چیزوں کا حکم نہیں آیا۔ آج یہ عالم ہے آہ! یہ عالم ہے کہ سوڈان، مصر، مراکش، یمن، افغانستان، پاکستان اور الجزائر کے بعض علاقوں میں صرف اس عورت کو پارسا سمجھا جاتا ہے جو باہر نکلے تو اس کی ایک آنکھ دکھائی دیتی ہو۔ مزید لکھتے ہیں کہ صاحبو! آج آپ کا شبیر احمد ذرا جذباتی ہو گیا ہے.......... اسے جذباتی نہیں بلکہ پاگل پن اور باولا پن کہتے ہیں۔ جو نوک قلم پر آیا لکھ دیا۔ عزت مآب سیدہ فاطمہ الزہرا اور دیگر صحابیات کے بارے میں جو لکھا گیا اور اسے شیطانی فکر ہی کہہ سکتے ہیں۔

پردے کے احکامات نازل ہونے کے بعد یہ کیونکر ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لخت جگر اور دیگر صحابیات احکامات الٰہی کی کھلی خلاف ورزی کریں۔ یہ آل بیت اور صحابیات کی کھلی توہین ہے۔ جس کی کوئی دلیل اور حوالہ ڈاکٹر صاحب کے پاس نہیں ہے۔ اور محض مفروضے پر یہ بات تحریر کر دی۔ اناللہ۔

ڈاکٹر شبیر احمد پرویزی فکر کے داعی ہیں۔ اور ان کے علمی سطح کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جو چیز انہیں ناپسند ہو اسے اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہیں چڑ ہے۔ اور بات بات پر طنز کرتے ہیں۔ خود ساختہ دانشور ہیں۔ اور فتویٰ بازی اور معلومات عامہ پر اپنے آپ کو سند سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب امریکی سوسائٹی میں پروان چڑھے ہیں۔ ان کی تہذیب وثقافت کے گرویدہ ہیں۔ دین کو ذاتی مسئلہ تصور کرتے ہیں۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شدید ناقد ہیں۔ باشرع مومن ان کی لغت میں انتہا پسند ہے۔ اور اسے اسلام کا نمائندہ تصور نہیں کرتے۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اپنے دینی امور میں اپنی ذاتی رائے کو ٹھونسنا بنیادی حق سمجھتے ہیں۔ خود بدلتے نہیں لیکن دین کو اپنی مرضی کا بنانے کی سعی ضرور کرتے ہیں۔ کسی بھی شعبے سے وابستہ ہوں لیکن دین اسلام کے بارے میں بے لاگ تبصرہ کرتے ہیں۔ اور بلا دلیل اپنی بات کو منوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ ایسا ہی حال ڈاکٹر صاحب کا ہے۔ بنیادی طور پر وہ طب کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ دینی علوم سے

ناواقف اور جاھل ہیں۔عربی زبان سے دور کا بھی تعلق نہیں۔البتہ پرویزی فکر کے حامل ہیں۔اور انکی اندھی تقلید کرتے ہیں۔اور سب کو معلوم ہے کہ پرویز کے افکار وخیالات اسلام سے کس قدر متصادم ہیں۔ مغربی تہذیب کے دلدادہ ہیں۔اور شوشلزم کے مداح ہیں۔ لاتعداد مسائل میں ان کی تشریحات اور توضیحات آئمہ سلف محدثین فقہاء سے مختلف ہیں۔اس جہالت، شخصی تقلید اور پرویزی فکر میں غرق ہونے کے باوجود ڈاکٹر شبیر احمد کس بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ حجاب اور نقاب پر اپنی رائے کا اظہار کررہے ہیں۔ دینی تعلیمات کا مبتدی طالب علم بھی یہ جانتا ہے کہ صحابیات ؓ کس قدر غیرت مند تھیں اور دینی حمیت کی حامل تھیں۔اور اسلامی شعائر کا کس قدر احترام کرتی تھیں۔اس کا اندازہ ابوداؤد میں موجود اس روایت سے کیا جاسکتا ہے۔

" جاءت امرأة الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقال لها ام خلاد وهي منتقبة تسأل عن ابنها وهو مقتول فقال لها بعض اصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم جئت تسألين عن ابنک وأنت منتقبة فقالت ان ارزأ ابني فلن ارزأ حيائي"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک خاتون حاضر ہوئیں (آپ میدان جنگ میں تھے) خاتون کا نام ام خلاد تھا۔اور نقاب اوڑھے ہوئے تھیں۔جو اپنے شہید بیٹے کے بارے میں دریافت کررہی تھیں۔بعض اصحاب نے تعجب سے کہا کہ آپ شہید کے بارے میں دریافت کررہی ہیں اور نقاب اوڑھ رکھا ہے؟ تو ام خلاد نے جواب دیا کہ میرا بیٹا شہید ہوا ہے مگر میری حیا تو نہیں مری..... ابوداؤد اور بیہقی میں یہ روایت موجود ہے۔شرم وحیا عورت کا زیور ہے مگر ڈاکٹر صاحب کی لغت میں شرم وحیاء کے الفاظ نہیں ہیں۔انہیں کیا معلوم کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا" الحیاء شعبة من الایمان" چونکہ ڈاکٹر صاحب روایات اور احادیث کے قائل نہیں ہیں۔وہ اپنی عقل پر بھروسہ کرتے ہیں۔اور عقل بڑی عیار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے۔ایسے لوگ ساری زندگی عقل پرستی میں گزار دیتے ہیں۔مگر بے ثمر اور نامراد رہتے ہیں۔ڈاکٹر صاحب کی فکر سلمان رشدی یا تسلیمہ پروین سے مختلف نہیں البتہ انداز ذرا مختلف ہے۔جس پر مواخذہ اور محاسبہ ضرور ہونا چاہیے۔